سود لینے سے بخل بڑھتا ہے☆

بعد از خطبہ مسنونہ!

أَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ایک ملفوظ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"سود لینے سے بخل بڑھتا ہے، کیونکہ سود لینے کا سبب ہی بخل ہے، جتنا سود لیتا ہے بخل اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اپنے تن پر بھی خرچ نہیں کر سکتا" (۱)

"بخل" کی خاصیت یہ ہے کہ جتنا مال بڑھتا جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ مال کے بڑھنے سے اس سے استغناء پیدا ہو، اس کی حرص اور زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے اور مال کی محبت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ یعنی انسان کو کتنا ہی مال مل جائے وہ اس مال پر قناعت کرنے کے بجائے اور زیادہ مال حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے، اور قاعدہ کا تقاضا یہ ہے کہ جب مال بڑھ جائے تو طبیعت میں استغناء پیدا ہو جائے لیکن استغناء بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی خرچ کرنے کا داعیہ زیادہ ہوتا ہے بلکہ مال کی محبت اور بڑھ جاتی ہے۔ ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰى أَنْ يَكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ، وَلَوْ كَانَ لَهٗ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ لَهٗ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ))(۲)

"اگر ابن آدم کو سونے کی بھری ایک وادی مل جائے تو وہ چاہے گا کہ دو وادیاں مل جائیں، اور اگر دو وادیاں سونے کی بھری مل جائیں تو اس کی خواہش ہوگی کہ تین مل جائیں" پھر آخر

☆ اصلاحی مجالس (۱۱۰/۵ تا ۱۲۱)، بعد از نماز ظہر، رمضان المبارک، جامع مسجد دار العلوم، کراچی۔

(۱) انفاس عیسیٰ: ص ۱۹۱

(۲) صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال، رقم: ٥٩٥٩، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب لو أن لابن آدم واديين لابتغى ثالثا، رقم: ١٧٣٨، سنن الترمذي، كتاب الزهد عن رسول الله، باب ما جاء لو كان لابن آدم واديان من مال، رقم: ٢٢٥٩، مسند أحمد، رقم: ١٢٢٥٦

میں خوبصورت حکیمانہ جملہ ارشاد فرمایا:

((وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ))

یعنی آدم کا پیٹ قبر کی مٹی کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں بھر سکتی۔ انسان کا پیٹ اسی وقت بھرے گا جب اس کے اندر مٹی بھرے گی، جب تک انسان قناعت پیدا نہ کرے اور مال کی محبت اس کے دل میں ترقی کرتی چلی جائے تو اس کے نتیجے میں اس کا پیٹ نہیں بھر سکتا۔

ایک سوداگر کا عجیب واقعہ

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آں شنیدہ استی کہ در صحرائے غور
رختِ سالار افتادہ اسپ طور
گفت چشم تنگ دنیادار را
یا قناعت پُر کند یا خاکِ گور

''میں تمہیں ایک واقعہ سناتا ہوں کہ غور کے صحراء میں ایک بہت بڑے سوداگر کا سامان خچر سے گرا پڑا تھا اور وہ خچر بھی مرا ہوا پڑا تھا اور خود وہ سوداگر بھی مرا ہوتھا۔ اور وہ سامان جو بکھرا پڑا تھا، وہ زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ دنیا دار کی تنگ نگاہ کو صرف دو چیزیں بھر سکتی ہیں، یا قناعت یا قبر کی مٹی، تیسری کوئی چیز اس کو پر نہیں کر سکتی''

بہر حال! بخل کی خاصیت یہ ہے کہ جتنا مال بڑھتا چلا جاتا ہے، اتنی ہی حرص بڑھتی چلی جاتی ہے اور اتنی مال ہی مال کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے اور خرچ کرنے میں اور زیادہ رکاوٹ پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

ایک بڑے سرمایہ دار کا قول

کراچی میں ایک بہت بڑے سرمایہ دار ہیں اور پاکستان کے مشہور دو چار سرمایہ داروں میں سے ایک ہیں، ارب پتی اور کھرب پتی ہوں گے، ایک دن وہ میرے پاس آئے تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت پیسہ دیا ہے، آپ نے بہت سے کارخانے بنائے، فیکٹریاں لگائیں، سب کچھ کر لیا، اب کچھ کام نفع کی خاطر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کر لو، وہ یہ کہ تم ایک ایسا بینک قائم کرو جو سود

کے بغیر کام کرے، تمہارے پاس چونکہ پیسہ ہے، اس لئے تم یہ کام کر سکتے ہو، وہ کہنے لگے کہ مولانا صاحب! وہ بینک پھر کیسے چلے گا؟ میں نے کہا ان شاء اللہ چلے گا، لیکن تم یہ سوچ کر قائم کرو کہ جو پیسہ تم نے اس بینک میں لگا دیا وہ گیا، جب اللہ کے فضل سے تمہارے پاس اربوں کھربوں روپیہ موجود ہے، تو اگر اس بینک کے قیام پر چند کروڑ روپے لگا دو گے تو کیا فرق پڑے گا اور چند کروڑ روپے لگا کر ان کو بھول جاؤ۔ کہنے لگے کہ میں ان کو پھر بھول جاؤ؟ میں نے کہا کہ تم تو بھول جاؤ کہ وہ چند کروڑ روپے کہاں گئے، البتہ اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اس میں نفع بھی عطا فرما دیں گے لیکن تم اس کو بھول جاؤ۔ وہ آخر میں کہنے لگے کہ مولانا صاحب! بات تو آپ صحیح کہتے ہو مگر ہاتھ کی کھجلی کو میں کیا کروں!!

غریب اور امیر کے خرچ کرنے میں فرق

یہ ہے مال کو بڑھانے کی کھجلی، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ یہ ''بخل'' بھی پھر رفتہ رفتہ کھجلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر انسان کے پاس کتنا ہی پیسہ آجائے مگر اس کی حرص نہیں مٹتی، میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جتنا غریب آدمی دو پانچ روپے اطمینان اور خوش دلی سے چندہ دیتا ہے، وہ مالدار جس کے پاس اربوں کھربوں روپیہ ہے، وہ اتنی خوش دلی سے نہیں دیتا، حالانکہ اس مالدار کے پاس گنجائش زیادہ ہے اور اس غریب کے پاس گنجائش بالکل نہیں، یہ سب حبِّ مال کا نتیجہ ہے۔

سود کی ذہنیت بخل پیدا کرتی ہے

اس ''بخل'' کا سب سے بڑا ذریعہ سود ہے، کیونکہ سود کا مطلب یہ ہے کہ کام کچھ نہ کرو اور نہ کوئی خطرہ مول لو اور پیسے کے اوپر پیسہ بناؤ۔ یہ بخیل کا کام ہے اور سود کی ذہنیت خود انسان کے اندر بخل پیدا کرتی ہے، دنیا میں جتنی سود خور قومیں گذری ہیں، سب سے زیادہ کنجوس بھی وہی قومیں ہیں، دنیا میں سب سے زیادہ سود خور قوم ''یہودی'' ہے۔ قرآن کریم نے یہودیوں کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ﴾(۱)

''اور بسبب اس کے کہ وہ سود لیتے تھے، حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کی گئی تھی''

آج بھی دنیا کا سارا سودی کاروبار ان یہودیوں کے ہاتھ میں ہے اور یہی سب سے زیادہ کنجوس قوم ہے اور ساری دنیا میں ان کی کنجوسی کی شہرت ہے۔

---

(۱) النساء: ۱۶۱

یہودی ''شائی لاک'' کا قصہ

آپ نے ''شائی لاک'' کا قصہ سنا ہوگا، یہ روم کے بادشاہ کے زمانے کا قصہ ہے، ایک شخص یہودی تھا، اس کا نام ''شائی لاک'' تھا، ایک ضرورت منداس کے پاس پیسے لینے آیا، شائی لاک نے کہا کہ میں سود پر قرض دوں گا، چنانچہ اس نے سود پر اس سے کہا کہ اتنے دنوں کے اندر ادا کر دینا۔ قرض لینے والا غریب آدمی تھا، وہ اپنے کھانے پینے کی ضرورت کے لئے قرض لے رہا تھا، جب وہ دن پورے ہوگئے اور ادیگی کی تاریخ آگئی تو شائی لاک اس کے گھر پیسے وصول کرنے کے لئے پہنچ گیا۔ اس غریب نے کہا کہ میرے پاس تو اس وقت تھوڑے پیسے ہیں، چنانچہ اس نے اس کو کچھ پیسے دے دیئے اور کہا کہ اور نہیں ہیں ورنہ میں تمہیں دے دیتا، شائی لاک نے کہا کہ اچھا وہ سود اب ڈبل ہوگیا اور ادا کرنے کی تاریخ مقرر کر دی۔ جب دوبارہ وہ تاریخ آئی تو شائی لاک پھر اس کے گھر پہنچ گیا، اس غریب نے کہا کہ تم نے تو سود ڈبل کر دیا، اس لئے اصل رقم لے لو، اس نے کہا کہ نہیں، میں تو پورا سود لوں گا اور اب میں تمہاری مدت نہیں بڑھاؤں گا، اس غریب نے کہا کہ میرے پاس ادا کرنے کے لئے رقم ہی نہیں ہے تو میں کیا کروں، شائی لاک نے کہا کہ میں ایک اور تاریخ مقرر کرتا ہوں، اگر اس تاریخ پر تم نے روپیہ ادا نہ کیا تو تمہارے جسم کا ایک پونڈ گوشت نکالوں گا اور اس کو کھاؤں گا اور پیسے الگ لوں گا، جب وہ تاریخ آگئی اور وہ غریب سود ادا نہیں کر سکا تو شائی لاک اس کے گھر پر چھری چاقو لے کر پہنچ گیا۔

وہ غریب آدمی پریشان ہوگیا اور کسی طرح بچتے بچاتے روم کے بادشاہ کے دربار میں پہنچ گیا اور بادشاہ سے کہا کہ شائی لاک میرا گوشت کاٹنے آرہا ہے، چنانچہ اس کے بعد عدالت میں مقدمہ چلا اور اس کو جیل میں بند کر دیا گیا، شائی لاک نے عدالت میں بڑی زوردار تقریر کی، اور اس تقریر میں اس نے کہا کہ میرے ساتھ آپ انصاف کریں، یہ شخص اتنے دنوں سے ٹال مٹول کر رہا ہے اور میرے پیسے نہیں دے رہا ہے، اور پھر اس نے آخر میں خود اپنی رضامندی سے اپنا گوشت کاٹنے کے لئے کہا تھا، اب عدالت کو چاہئے کہ وہ مجھے اس بات کی ڈگری دے کہ اس کا گوشت نکال لوں، اس لئے کہ انصاف کا تقاضا یہی ہے۔

وہ غریب مقروض تو جیل میں بند تھا اور عدالت میں نہیں آسکتا تھا، اس لئے اس کی بیوی عدالت میں آئی اور اس نے عدالت میں تقریر کی، اس تقریر میں اس نے کہا کہ شائی لاک یہ کہتا ہے کہ انصاف دلاؤ اور اس کے کہنے کے مطابق انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ مقروض کا گوشت نکال کر کھایا

جائے، میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ اگر ہم سب لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے لگیں تو ہمارا کہاں ٹھکانہ ہوگا، اس دنیا میں انصاف ہی سب کچھ نہیں، بلکہ ایک چیز رحم بھی ہے، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں گے تو تب ہم نجات پائیں گے، اس کے بغیر نجات نہیں پائیں گے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس غریب کے حق میں رحم کی بنیاد پر فیصلہ دیا۔ بہر حال! شائی لاک کی طرح یہودی قوم ساری دنیا میں بخیل مشہور ہے۔

ہندو، سود خور قوم

دنیا میں دوسری سب سے بڑی سود خور قوم ''ہندو'' ہے۔ ہندو ''بنیا'' مشہور ہے، ہندوستان کے ہندو تاجر ''بنیا'' کہا جاتا ہے، ان کو ''مہاجن'' بھی کہتے ہیں، یہ سود لے کر کھانے والے ہیں، ان کی کنجوسی ضرب المثل ہے، ان کے ہاں ایک ایک پائی کا حساب و کتاب ہوتا ہے۔

ہندی زبان کی ایک ضرب المثل

ہمارے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندی زبان کی ایک بڑے مزے کی ''ضرب المثل'' سنایا کرتے تھے، وہ یہ کہ:

> ''لالہ جی گئے پاؤنے، چار دن میں آئے، لالہ جی کے گھر آگئے چار پاؤنے، لالہ جی نہ گئے نہ آئے''

ہندو بنیے کو ''لالہ جی'' کہا جاتا تھا، ''پاؤنے'' کے معنی ہیں ''مہمان''۔ یعنی لالہ جی کسی کے گھر مہمان بن کر چلے گئے اور چار دن اس کے گھر قیام فرمایا اور چار دن کے بعد واپس آئے، اس طرح چار دن کے کھانے کا خرچ بچ گیا، پھر ایک دن لالہ کے گھر چار مہمان آگئے، اب جو کچھ چار دن کے کھانے کی بچت ہوئی تھی وہ برابر گئی، اس لئے لالہ جی نہ گئے اور نہ آئے۔

بہر حال! ان کے ہاں اس طرح کنجوسی کا حساب و کتاب رہتا ہے کہ ایک پائی نہ جانے پائے، درحقیقت سود کی ذہنیت یہ کنجوسی پیدا کرتی ہے۔

مالیاتی گناہ بخل پیدا کرتے ہیں

یاد رکھئے! جس شخص کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پرواہ نہیں، اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے پاس جتنا پیسہ بڑھتا چلا جائے گا، اتنا ہی اس کا بخل بڑھتا چلا جائے گا، اتنی ہی کی

اس کی حرص بڑھے گی اور پیسے خرچ کرتے ہوئے اس کی اتنی ہی جان نکلے گی۔ غریب آدمی اطمینان سے پیسہ خرچ کردے گا، لیکن بڑا سرمایہ دار جو سرمایہ پر سانپ بن کر بیٹھا ہے، وہ خرچ کرنے پر تیار نہیں ہوگا۔ یاد رکھئے! یہ مالیاتی گناہ بخل پیدا کرتے ہیں اور بخل کے نتیجے "حب مال" اور زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔

یہ دعا کثرت سے کریں

اس سے بچنے کا راستہ صرف ایک ہے، وہ یہ کہ آدمی اپنے آپ کو شریعت کا تابع بنائے اور قناعت دل میں پیدا کرے اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ! جائز اور حلال طریقے سے آپ مجھے جتنا عطا فرمادیں گے، میرے لئے وہی نعمت ہے اور یہ دعا کرے جو حضور اقدس ﷺ نے فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِیْ مِنْكَ بِخَیْرٍ))(۱)

نبی کریم ﷺ کے ایک ایک لفظ پر آدمی قربان ہوجائے، فرمایا کہ اے اللہ! جو کچھ رزق آپ نے عطا فرمایا ہے، مجھے اس پر قناعت عطا فرمایئے اور مجھے اس میں برکت دے دیجئے، جب تھوڑے مال میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمادیتے ہیں تو پھر وہ لاکھوں کروڑوں سے زیادہ فائدہ پہنچا دیتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں برکت نہ ہو تو پھر کروڑوں اور لاکھوں بھی بیکار ہوجاتے ہیں، ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ آگے فرمایا کہ اے اللہ! جو مال میرے پاس موجود نہیں ہے، اس کے بدلے میں مجھے وہ چیز عطا فرما جو آپ کے نزدیک خیر ہو، یعنی میں کتنا بھی غور وفکر کرلوں کہ میرے لئے کیا چیز اچھی ہے اور کیا چیز بری ہے، لیکن میری محدود فکر اور میری محدود سوچ کبھی بھی حقیقت حال تک پہنچنے کے لئے کافی نہیں ہوسکتی، لہٰذا اے اللہ! یہ معاملہ میں آپ کے اوپر چھوڑتا ہوں، یا اللہ! جو چیز میرے پاس نہیں ہے، اس کے بدلے میں مجھے وہ چیز عطا فرما جو آپ کے نزدیک خیر ہو۔

حلال طریقے سے مال میں اضافے کی کوشش کرنا جائز ہے

لیکن یہ بھی سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ سے قناعت کی دعا تو کریں لیکن جائز اور حلال طریقے سے اس مال میں اضافے کی کوشش کرنا قناعت کے منافی نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ خود حضور ﷺ نے

(۱) مصنف ابن أبی شیبة (۱۰۳/۷)، کنز العمال، رقم: ۵۰۹۴ (۶۹۰/۲)، المستدرك علی الصحیحین، رقم: ۱۸۳۱ (۴۲۴/۴)، الأدب المفرد، رقم: ۷۰۲ (۴۹۲/۲)

تجارت کی ترغیب بھی عطا فرمائی، اگر حلال طریقے سے مال بڑھانا قناعت کے خلاف ہوتا تو آپ تجارت کی ترغیب نہ دیتے، اس سے پتہ چلا کہ حلال طریقے سے مال کو بڑھانے کی اجازت ہے۔ مگر یہ سوچتے ہوئے کہ جائز اور حلال طریقے سے اللہ تعالیٰ جتنا عطا فرمائیں گے وہ نعمت ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے اور ناجائز طریقے سے مال حاصل کرنے کی فکر دل میں کبھی بھی پیدا نہیں کریں گے اور اس مال کی محبت کو دل پر غالب نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆